

## عورت کا حق و راثت: اسلام اور قدیم قوانین کی روشنی میں

محمد خبیب\*

محمد افضل\*\*

زندگی کے شب و روز میں قریبی رشتہ دار انسان کی بہت بڑی ضرورت ہیں۔ مخصوص حالات میں ان کے سہارے اور تعاوں کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے اسلام نے رشتہ داری کے نظام کو مضبوط کرنے پر زور دیا ہے اور ان سے قطع تعلقی کو جنت سے محروم کا سبب قرار دیا ہے۔ قریبی رشتہ دار زندگی کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں انسان کی خوشحالی اور تنگی کی وجہ سے ان کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ انسان معاشی تگ و دو کے ذریعے جو جائیداد یا مال حاصل کرتا ہے اس جائیداد یا مال کے حصول میں بالواسطہ یا بلا واسطہ اس کے قریبی رشتہ دار معاون اور مددگار ہوتے ہیں اس لئے جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کی جائیداد اور مال کے وارث ٹھہرتے ہیں اور اس مال اور جائیداد کو میراث، ورثہ یا وراثت کہا جاتا ہے۔

مال میراث کی رشتہ داروں کے ہاں اشد ضرورت ہوتی ہے اور ورثاء کی طرف میراث کے منتقل نہ ہونے کی وجہ سے وہ محتاجی اور مفلسی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ تقسیم میراث کی اہمیت و ضرورت کا اس بات اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور دساتیر میں اس کے اصول موجود ہے ہیں۔ وراثت جہاں مردوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں خواتین کے لئے بھی کسی سہارا سے کم نہیں ہوتی۔ زمانہ قدیم کے مذاہب اور قوانین میں عورت کے حق و راثت کو یا تو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا گیا اگر کہیں تسلیم بھی کر لیا گیا تو اس میں اس قدر شرعاً مقرر کردی گئی تھیں کہ اس کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔

**واراثت کا معنی و مفہوم:**

”وررث یرث ورثا و ورثا ورثا ورثہ و تراثا فلا نا کے معنی ہیں۔ انتقل الیہ مال فلا ن بعد

وفاته“-(۱)

فلاں کا مال اس کی وفات کے بعد اس کی طرف منتقل ہوا۔

\* یکچر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجوائیٹ کالج، بوریوالہ، پاکستان۔

\*\* یکچر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج، شالیمار ٹاؤن، لاہور، پاکستان۔

امام راغب الاصفہانی لکھتے ہیں:

”الوراثة والإرث“: انتقال قنیۃ إلیک عن غيرك من غير عقد، ولا ما يجري مجری العقد، وسمی بذلك المنتقل عن المیت فيقال للقنية الموروثة“ (۲)

”الوراثة والارث“ کے معنی ہیں، بغیر کسی معاہدہ یا قائم مقام معاہدہ کے کسی کے مال کا تیری طرف منتقل ہو جانا، اسی طرح میت کی طرف سے جو مال ورثاء کی طرف منتقل ہوتا ہے اس کو وراثت کا نام دیا جاتا ہے۔

وراثت سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا مال کسی دوسرے فرد کی طرف منتقل ہو جائے اور اس کو اس جائزیاد میں تصرف اور ہبہ کے مکمل اختیارات حاصل ہو جائیں اور یہ اسی طرح اس کی ملکیت ہو جس طرح متوفی کی ملکیت تھی۔ بشیر احمد گبوی لکھتے ہیں:

وہ تمام جائزیاد منقولہ وغیر منقولہ جو میت کی اپنی کمائی ہوئی یا میت کو اس کے اپنے آباء اجداد سے ملی ہو یا اسے کسی متعلقہ یا غیر متعلقہ شخص سے تھفہ کے طور پر ملی ہو اور میت اسے چھوڑ کر مر جائے تو شرعاً اس کو ترکہ یا ورثہ یا مال وراثت یا میراث کہتے ہیں۔ (۳)

انگریزی میں وراثت کو "Inheritance" کہا جاتا ہے اس کی تعریف Encyclopaedia of Britanica میں یہ ہے۔

In its broadest sense, inheritance or heritage means the transfer of something, from earlier to later ages or generations, thus one may speak of an individual's inherited traits of body or character and of the cultural heritage of one civilization from one another. In a more specific sense, inheritance signifies the devolution of property upon the death of its owner. (4)

### قانون روما میں عورت کا حق میراث

قدیم قوانین میں قانون روما کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ سب سے پہلے اس قانون میں عورت کا حصہ مردوں کے مساوی تسلیم کیا گیا تھا۔ اس میں عورت کے حق میراث کی درج ذیل صورتیں تھیں۔  
بیٹی کا حق میراث:

قانون روما میں بیٹیاں، بیٹوں کے ساتھ بھی مساوی شریک میراث تھیں اور بیٹیوں کی وراثت پہلی مرتبہ قانون روما میں تسلیم کی گئی البتہ شادی شدہ بیٹیاں جو باپ کے اختیار پدری کے تحت نہ ہوتی تھیں اور اپنے خاوندوں

کی ملکیت میں ہوتی تھیں محروم الارث تھیں۔ (۵)

بہن کا حق میراث:

میت کی مذکروں مونٹ اولاد کی عدم موجودگی میں بہنیں، بھائیوں کے مساوی شرکیک میراث ہوتی تھیں۔

والدہ کی میراث:

رومے اولی میں اگر ماں اولاد کے باپ کی ملکیت نکاح میں ہوتی تو اپنی اولاد کے ترکہ میں بحیثیت عصبه شامل ہوتی تھی۔ یعنی ورثا کے ساتھ بحصہ مساوی شرکیک میراث تھی اگر ملک نکاح میں نہ ہوتی تو اس کو اپنی اولاد کی میراث کا کوئی حق نہ تھا، میں ماں کو اولاد کی میراث میں تمام عصبات سے پہلے حق میراث ملا۔ البتہ عصبات میں اخواہ کو ماں پر اولیت و ترجیح حاصل تھی۔ اس صورت میں اگر ماں آزاد اقتدار پروری ہوتی تھی تو لازمی تھا کہ اولاد کے چار سے زیادہ افراد نہ ہوں یعنی اگر اولاد کے چار سے زیادہ افراد ہوتے تھے تو اس کو یہ حیثیت و درجہ حاصل نہ ہوتا تھا۔ پھر اس کے متعلق قانون میراث کی کچھ اصلاح ہوئی تا آنکہ جستین نے افراد اولاد کی شرط اولادی پھر بذریعہ ء فرامین سلطانیہ بعدم موجودگی اولاد ماں کو باپ کے ساتھ مساوی حصہ دیا گیا لیکن اگر ماں کے ساتھ اعیانی بھائی بہن بھی ہوتے تو یہ ورثاء بحصہ مساوی تقسیم میراث میں شامل ہوتے تھے۔ (۶)

بیوی کی میراث:

قانون روما کی رو سے بیوی طبقات ورثاء میں شامل نہ تھی تاہم بہت زیادہ مغلسی کی صورت میں ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے اس کو کچھ حصہ دیا جاتا تھا، جسے Dowry کہا جاتا تھا۔

میں ہے: Encyclopaedia of Britanica

The surviving spouse stood outside the four classes of relatives.

He or she was to succeed only if there was no relative at all. As long as any relative, no matter how remote, could be found, the family wealth was not to be diverted from the bloodline. But a widow's needs were ordinarily taken care of by the dowry, which, given to the husband, usually by her family, at the time of the marriage, was to be hers after the husband's death. For the exceptional case of a poor widow i.e., a widow without dowry a share in the estate was provided. Distribution among members of the same class was not in all respects clearly regulated by Justinian's text, and so several points remained controversial. (7)

## میراث عورت کی تقسیم:

قانون روما میں عورت کے ترکہ کی تقسیم بھی مردوں کے ترکہ کی تقسیم کی طرح ہوتی تھی لیکن اولاد، ماں کی جائیداد کی وارث نہیں بن سکتی تھیں اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کیونکہ اولاد کا تعلق دوسرے قبیلہ سے ہے اس لئے یہ اپنی ماں کی وارث نہیں بن سکتی۔ ماں نے جو جائیداد اپنے باپ سے حاصل کی ہوتی تھی اس کی وفات کے بعد وہ جائیداد صرف اس کے بہن بھائیوں اور آبائی رشتہ داروں میں ہی تقسیم ہوتی تھی۔

لکھتے ہیں: Henry John Raby

Man have the same claim to the inheritance of their female relatives, being agnats, as they have to that of their male agnats. A father's wife if she was in the hand of her husband counted as a sister to his children.(8)

## ہندو مذہب میں عورت کا حق وراثت اور تقسیم ترکہ

ہندو مذہب کا شمار دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے۔ انتہائی قدیم ہونے کے باوجود آج بھی اس کے قوانین پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہندو مذہب میں نہ صرف عورت کی وراثت کی حق تلفی کی گئی ہے بلکہ بہت سارے مردوں کو بھی وراثت سے محروم رکھا گیا ہے۔ دنیا میں عورت کے حقوق کو اجاگر کرنے کے لئے بہت ساری تحریکیوں نے جنم لیا ہے لیکن ہندو مذہب پر ان کے اثرات دیکھائی نہیں دیتے۔ ہندوؤں کے ہاں وراثت کی تقسیم کا عجیب و غریب نظام ہے کہ کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اجتماعی ملک شمار کی جاتی ہے۔ اور خاندان کا کوئی بھی فرد اس کو خاندان کے تمام افراد کی اجازت کے بغیر علیحدہ نہیں کر سکتا۔ باپ کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا اس کا جائزین ہوتا ہے اور خاندان کے باقی تمام افراد اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے باپ کی کیا کرتے تھے۔

ہندوؤں میں مختلف مقامات پر مختلف قوانین اور ذاتوں کے لحاظ سے تقسیم جائیداد کے مختلف طریقے اور اصول ہیں۔ جن میں یہ بات بالکل صاف نظر آتی ہے کہ عورت کو جائیداد سے یا تو سرے سے محروم رکھا گیا ہے یا مرد سے کم تر حصہ دیا گیا ہے۔ (۹) میراث میں عورت کی حق تلفی یہ تھی کہ بیٹی اور بیوی کو ورثاء میں شامل ہی نہیں کیا جاتا تھا۔

لکھتے ہیں: Sripati Roy

By a custom of the family, if a person died without direct mate issue, neither his wife, daughter or daughter's son can succeed.(10)

شادی شدہ بیٹیاں تو اپنے ماں باپ کی وراثت سے کامل طور پر محروم تھیں البتہ غیر شادی شدہ بیٹیوں کو اپنے ماں باپ کی وراثت میں سے صرف وہ ہی اخراجات لینے کا حق حاصل تھا جن سے وہ

زندگی گزار سکتی ہوں۔

لکھتے ہیں: Julins Jolly

The wives and daughters were without doubt originally entitled only to maintenance. The brothers have to provide for the marriage of their sisters in a manner befitting their position.(11)

ہندو مذہب میں عورت کی جائیداد کی تقسیم:

عورت کی جائیداد کو (Stridhana) کہا جاتا ہے اور یہ چند مخصوص اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے۔

عورت کی جائیداد کے بارے میں لکھتے ہیں: K.K.Udaidya

According to Munnu, Stridhana is one of the following kinds"what was given in the presence of the nuptial fire,(Adhyani), what was given on the occasion of the bridal procession,(Adhyavahanika), what was given in the taken of love, (Pritidatta),and what was received from a brother, mother and father are considered as the six-fold seprate property of a married woman.(12)

شادی شدہ عورت کی وراثت کی تقسیم:

شادی شدہ عورت کی وراثت کی تقسیم اس طرح کی جاتی ہے:

اگر اس کی اولاد ہو تو جائیداد نرینہ اولاد کو ملے گی، اگر اس کی اولاد نہیں ہے تو اس کا خاوند، خاوند کے ورثاء اور عورت کے خونی رشتہ دار وارث ہونگے اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو راجہ وارث ہوگا۔ (13)

غیر شادی شدہ عورت کی وراثت کی تقسیم:

غیر شادی شدہ عورت کی میراث کی تقسیم کا یہ طریقہ راجح ہے:

اگر کوئی غیر شادی شدہ عورت کی ملکیت ہو اور اس کی وفات ہو جائے تو اس صورت میں اس کی جائیداد اس کے بھائیوں، ماں باپ اور ماں باپ کے ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اگر کوئی ہندو لڑکی ملکنی کے بعد وفات پا جائے تو اس کا ملکیت ملکنی کی اگلوخی اور ملکنی کے موقع پر دیے گئے تھائے واپس لے لے گا۔ (14)

یہودیت میں عورت کا حق و راثت

آسمانی یا الہامی مذاہب میں سے ایک مذہب یہودیت ہے۔ یہودیوں نے بدستوری سے الہامی تعلیمات میں اس قدر تحریف اور تبدل سے کام لیا ہے کہ حق و باطل میں فرق کرنا ایک مشکل امر ہے، ان کے ہاں ابتدأ تو

عورت وراثت سے بالکل محروم تھی بعد میں اس کو حق وراثت دیا گیا لیکن وہ بھی نہ ہونے کے باہر تھا کیونکہ وہ صرف اتنا حصہ لے سکتی تھی جس سے اس کی گزر بسر ہو سکے۔ یہودی نظام وراثت میں بیٹا وراثت کا اولاًین حقدار تسلیم کیا جاتا تھا اور اس میں اولاد کا نکاح اور نکاح کے بغیر پیدا ہونے میں میں کوئی تمیز نہ تھی سب کو حصہ ملتا تھا۔ (۱۵) بیٹوں کی یہودیوں کے نزدیک برتری کا یہ عالم تھا کہ ان کی موجودگی میں بیٹی یا کسی اور رشتہ دار کو حق وراثت حاصل نہ تھا۔

میں ہے: Encyclopaedia Biblica

The rights of inheritance among the Israelites belonged only to agnates-the only relations in the strict sense of the word-the wife's relations belong to a different family or even to a different tribe. Only sons not daughters, still less wives can inherit. There are traces to show that in the earliest times the wives, as the property of the man, fell to his heirs along with rest of his estate-a custom which among the arabs continued to hold even to muhammad's time. (16)

### بیٹی کا حق میراث:

یہودیوں میں بیٹوں کی موجودگی میں بیٹی وراثت کی حق دار نہ تھی لیکن غیر شادی شدہ بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں نفقہ کا حق حاصل تھا۔ (۱۷) یہودیوں کے قدیم قانون میں تو بیٹی بالکل حق وراثت نہ رکھتی تھی بعد میں بیٹیوں کی غیر موجودگی میں اس کو حقدار قرار دیا گیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے باپ کا نام نہیں چلے گا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ہمارے باپ کا نام مٹ جائے۔ اس لئے ہم لوگ یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی کچھ زمین دی جائے جسے ہمارے باپ کے بھائی پائیں گے۔ اس لئے موسیٰ نے خداوند سے پوچھا کہ وہ کیا کرے؟ خداوند نے ان سے کہا، صلاح خادی کی بیٹیاں ٹھیک کہتی ہیں۔ تمہیں ان کے چچاؤں کے ساتھ ساتھ انہیں بھی زمین کا حصہ ضرور دینا چاہئے جو تم نے ان کے باپ کو دیئے تھے۔ (۱۸) بابل کے مطابق پھر عام حکم دیا گیا کہ بیٹی کی عدم موجودگی میں وراثت بیٹی کو دی جائے۔

اگر کسی آدمی کے بیٹی نہ ہو اور وہ مر جائے تو ہر ایک چیز جو اس کی ہے اس کی بیٹی کی ہوگی۔ (۱۹) لیکن اس کیسا تھی یہ شرط بھی لگا دی گئی کہ بنی اسرائیل کے قبیلے کی لڑکی جو میراث کی مالک ہو اپنے باپ کے قبیلے کے خاندان میں بیاہ کرے تاکہ ہر اسرائیلی اپنے باپ داد کی میراث پر قائم رہے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ میراث ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں نہیں جائے گی کیونکہ بنی اسرائیل کے قبیلوں کو لازم ہے کہ اپنی میراث اپنے قبضہ میں رکھیں۔

بائل میں ہے:

صلانخاد کی بیٹیوں کے لئے خداوند کا یہ حکم ہے: اگر تم کسی سے شادی کرنا چاہتی ہو تو تمہیں اپنے خاندانی گروہ کے کسی مرد کے ساتھ ہی شادی کرنی چاہئے۔ اس طرح بنی اسرائیلیوں میں زمین ایک خاندانی گروہ سے دوسرے خاندانی گروہ میں نہیں جائے گی۔ ہر ایک اسرائیل اپنے آباء و اجداد کی زمین کو ہی اپنے پاس رکھے گا۔ اور اگر کوئی بیٹی باپ کی زمین حاصل کرتی ہے تو اسے اپنے خاندانی گروہ میں سے ہی کسی کے ساتھ شادی کرنی چاہئے۔ اس طرح ہر ایک آدمی وہی زمین اپنے پاس رکھے گا جو اس کے آباء و اجداد کی تھی۔ اس طرح بنی اسرائیلیوں کی میراث ایک خاندانی گروہ سے دوسرے خاندانی گروہ میں نہیں جائے گی۔ اس طرح سے ہر ایک اسرائیلی وہ زمین رکھے گا جو اس کے اپنے آباء و اجداد کی تھی۔ (۲۰)

یہودیوں کے اس دستور کی وضاحت Encyclopaedia Biblica میں اس طرح کی گئی ہے:

The later law exhibits a change only with respect to the inheritance of daughters, conferring upon these the right to inherit, in the absence of sons. The inheriting daughters are enjoined to marry only within their father's tribe, so that the family estate may not pass to any outside family. (21)

#### بیوی کا حق میراث:

یہودی قانون کی رو سے خادوند کی وفات پر بیوی کو اس کی وراثت میں حق حاصل نہیں تھا، زیادہ سے زیادہ بیوی اپنے شوہر کی جائیداد میں سے صرف سامان زندگی حاصل کر سکتی ہے۔ اگر کسی شوہرنے بیوی کی ساتھ یہ شرط بھی رکھی ہو کہ وہ اس کی وراثت کی حق دار ہو گی تو تب بھی حقدار نہیں بن سکے گی اور شوہر کی اس شرط کو باطل قرار دیے دیا جائے گا۔ جبکہ دوسری طرف بیوی کی وفات کی صورت میں اس کا شوہر اولین حقدار ہوتا ہے اور اس کی موجودگی میں اولاد اور دیگر افراد حق وراثت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

Jacob J.Robinwitz لکھتے ہیں:

The wife does not inherit her husband at all, but by enactment of the scribes, the husband inherits all the property of his wife and he is prior to everyone else with respect to the inheritance. (22)

#### ماں کا حق میراث:

یہودی قانون کی رو سے ماں اولاد کی وراثت میں حقدار نہ تھی جبکہ ماں کی وفات کے بعد اس کی وراثت

اولاد کے لئے تھی اور ان کی عدم موجودگی میں دیگر ورثاءً حقدار بنتے تھے۔ (۲۳)  
عیسائی مذہب میں عورت کا حق وراثت

عیسائیوں کے ہاں بائبل میں سب سے مقدس کتاب بائبل کو تسلیم کیا جاتا ہے موجودہ بائبل میں کسی قسم کے عائلی، اقتصادی یا معاشری قوانین کا کوئی تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں وراثت سے متعلق کوئی خاص قانون نہیں ہے۔ بائبل میں چونکہ قسم وراثت کے متعلق رہنمائی موجود نہیں ہے، اسی لئے اہل کنیسے نے وراثت کے بارے میں رومان اور یہودیوں کے قانون وراثت پر عمل کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ خود فرمایا تھا کہ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قوانین کو منسوخ کرنے نہیں آیا، بلکہ میں انہیں مکمل کرنے آیا ہوں تاکہ انہیں سچا ثابت کروں۔  
بائبل متی میں ہے:

یہ نہ سمجھو کوہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ (۲۴)

### عربوں کے نظام میں عورت کی وراثت

عربوں کے قوانین میں زمانہ جاہلیت کی ظالمانہ رسماں اور جاہلانہ خیالات راجح تھے۔ وراثت کا حق صرف ان مردوں کے لئے تھا جوڑائی وغیرہ میں حصہ لینے، مال غنیمت لانے اور گھوڑوں پر سوار ہونے کے قابل تھے چھوٹے بچے اور عورتیں وراثت کی حقدار نہ تھیں۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ لگا رکھتا ہے:

وراثت کا سب صرف قتال کے قابل ہونا تھا اور ظاہر ہے کہ صغار اور نساء قتال کے قابل نہ تھیں اس لئے انہیں وراثت سے محروم کیا جاتا تھا۔ (۲۵)

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

عربوں میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے ویسے ہی محروم رکھا جاتا تھا اور لوگوں کا نظر یہ اس باب میں یہ تھا کہ میراث کا حق صرف ان مردوں کو پہنچتا ہے جوڑنے اور کنبے کی حفاظت کرنے کے قابل ہوں۔ (۲۶)

عربوں کے ہاں وراثت کا حقدار ہونے کے لئے جو شرائط مقرر کی گئی تھیں عورت چونکہ ان شرائط پر پورا نہیں اترتی تھی اس لئے وہ وراثت کی حقدار نہ تھی۔

### اسلام میں عورت کا حق و راثت

دین اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے اس میں تمام انسانیت کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ متوفی کی میراث کی تقسیم اہم مسئلہ ہے چونکہ اس کے ساتھ خاندان کے بہت سارے افراد کی تعلیمات، مشکلات اور آسانیاں وابستہ ہوتی ہیں اس لئے اسلام نے راثت کی تقسیم کو خاص اہمیت دی ہے۔ راثت کے علم کو نصف علم قرار دیا گیا ہے اور راثت کی تقسیم کے حصص کو تفصیلًا بیان کیا گیا ہے، اسلام و راثت کی بنیاد ضرورت مند کی ضرورت کو نہیں بلکہ رشتہ داری کو قرار دیتا ہے تا کہ ورثاء میں سے کسی بھی فرد کو نقصان کا سامنا نہ ہو۔

راشت ایک اہم معاملہ ہے اور اس میں حق تلفی پر خاندان اور افراد متحا جگی کی زندگی گزارتے ہیں۔ عورت اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، اولاد اور شوہر کے لئے بے شمار قربانیاں دیتی ہے جائیداد کے جمع کرنے میں عورت کا بہت بڑا تعاوون شامل ہوتا ہے اور اس کے تعاوون کو اسلام نے کبھی اور کسی جگہ پر فراموش نہیں کیا اسی لئے اسلام میں عورت کی گران قدر قربانیوں اور تعاوون کا احساس کرتے ہوئے نہ صرف اس کو راثت کا حق دار ٹھہرایا ہے بلکہ اس کو جائیداد کرنے اور اس میں تصرف کا حق بھی دیا ہے۔ اسلام نے تقسیم جائیداد میں عورت کے جن حصص کا تذکرہ کیا ہے قدیم مذاہب اور قوانین میں ان کی ادنیٰ سی نظر بھی نہیں ملتی۔ اگر قدیم دساتیر میں کسی جگہ عورت کو حق و راثت بھی دیا گیا تھا تو اس میں ایسی شرائط رکھ دی گئی تھیں کہ عورتوں کی ایک بڑی تعداد ان شرائط پر پورا نہ اترتی اور حق و راثت محروم ہو جاتی تھیں۔

### اسلام میں بیوی کا حق و راثت:

بیوی اپنے شوہر کے گھر کی محافظت اور نگہبان ہوتی ہے جائیداد کے جمع ہونے میں اس کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اسلام نے بیوی کو راثت میں حقوق دئے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں۔

اگر شوہر کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی موجود نہ ہو تو بیوی کو کل جائیداد کا چوتھائی حصہ ملے گا لیکن اگر شوہر کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی موجود ہو تو بیوی کو کل جائیداد کا آٹھواں حصہ ملے گا اور اگر بیویاں ایک سے زائد ہوں تو سب چوتھائی یا آٹھواں حصہ میں شریک ہوں گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ إِمَّا تَرْكُتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الْثُمُنُ مِمَّا تَرْكَتُمْ  
مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُونَ بِهَا أَوْ دِيْنٍ (۲۷)

اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حق دار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو، ورنہ صاحب اولاد ہونے کی صورت میں ان کا حصہ آٹھواں ہوگا، بعد اس کے کہ جو وصیت تم نے کی ہو وہ پوری کر دی

جائے اور جو قرض تم نے چھوڑا ہو وہ ادا کر دیا جائے۔

اسلام میں ماں کا حق وراثت:

اسلام میں ماں کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور رشتہ کو حاصل نہیں ہے۔ ماں کے حق وراثت کی تین صورتیں ہیں۔ میت کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی موجود ہو، یا دو یادو سے زائد حقیقی، اخیانی یا علائقی بہن بھائی موجود ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَبْوَيْهِ لِكُلٌّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ (۲۸)

فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فِلَامِمَهُ السُّدُسُ (۲۹)

اگر میت زوجین میں سے ایک ہوا اور میت کا باپ بھی موجود ہو تو بیوی یا خاوند کا حصہ نکال کر بقیہ ترکہ کے ایک تھائی کی حق دار ہو گی۔ اگر میت کا بیٹا بیٹی، پوتا پوتی یا پڑپوتا پڑپوتی نہ ہوا اور میت کے دو یادو سے زائد حقیقی، اخیانی یا علائقی بہن بھائی نہ ہوں اور میت کا شوہر اور باپ دونوں اکھٹے موجود نہ ہوں تو ماں کو کل ترکہ کا ایک تھائی ملے گا۔  
بیٹی کا حق وراثت:

اسلام نے بیٹی کے حق وراثت کو بیان کرتے ہوئے اس کے شادی شدہ یا غیر شادی شدہ ہونے میں کوئی

تفہیق نہیں کی بلکہ ہر حال میں اس کو وارث قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأَنْشِيَنَ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوُقَّعَ اُنْثَيَنِ فَلَهُنَّ  
ثُلُثًا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (۳۰)

تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تھیں ہدایت کرتا ہے کہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، اگر (میت کی وارث) دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکہ کا دو تھائی دیا جائے۔ اور اگر ایک لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے (باقی ترکہ کا کوئی وارث نہ ہو تو وہ بھی بیٹی کو ملے گا، اس طرح بیٹی کل ترکہ کی وارث ہو گی)۔

پوتی کی وراثت:

عورت کے ساتھ اسلام میں حسن سلوک کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وراثت میں پوتی کو حقدار قرار دیا گیا ہے جبکہ قدیم قوانین میں پوتی کے حقدار ہونے کی کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ پوتی کے حق وراثت کی پانچ صورتیں ہیں۔ اگر اولاد میں صرف ایک پوتی موجود ہو تو ترکہ کا نصف ملے گا، ایک سے زائد ہوں تو دو تھائی لیکن اگر بیٹی بھی ہو تو پوتی یا پوتیوں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِإِبْنَةِ النَّصْفِ، وَلَا بَنْتَ ابْنِ الْشَّدُّسِ تَكْمِيلَةً لِلثَّلَاثَيْنِ، وَمَا  
بَقِيَ فِلْلَاحُتِ (۳۱)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی کو نصف، دو تھائی کی تکمیل کے لیے پوتی کو چھٹا اور  
باقی بہن کو ملے گا۔

اگر پوتی یا پوتیوں کے ساتھ پوتا یا پوتے بھی ہوں تو پوتی کو پوتے سے نصف ملے گا، میت کے بیٹے یا ایک  
سے زائد بیٹیوں کی موجودگی میں پوتی و راثت کی حق دار نہیں ہوتی۔

#### حقیقی بہن کا حق و راثت:

بہن کے حق و راثت کو بہت واضح اور صریح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
إِنْ امْرُؤًا هَلَكَ لِيَسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفٌ مَا تَرَكَ—فَإِنْ كَانَتَا اُثْتَتَيْنِ فَلَهُمَا  
الثَّلَاثُ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوْا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّهِ كُمْ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (۳۲)  
اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہو، تو وہ اس کے ترکہ میں سے نصف پائے  
گی۔۔۔ اگر میت کی وارث دو بیٹیں ہوں تو وہ ترکے میں سے دو تھائی کی حقدار ہوں گی، اور اگر کوئی  
بھائی بہنیں ہوں تو عورتوں کا اکھڑا اور مردوں کا دوہرا حصہ ہو گا۔

میت کی بیٹی، پوتی یا پڑپوتی کی موجودگی میں ذوی الفرض سے بقیہ ترکہ کی حق دار ہو گی لیکن اگر میت کا  
بیٹا یا پوتا، باپ یا دادا وارث ہوں تو اس صورت میں بہن محروم رہے گی۔

#### علاتی بہن کا حق و راثت:

علاتی بہن اس بہن کو کہتے ہیں جس کا رشتہ باپ کی طرف سے ہوا اور ماں کی طرف سے نہ ہو۔ جب حقیقی  
بہن نہ ہو تو اس کی جگہ علاتی بہن لے لیتی ہے۔

جب صرف ایک علاتی بہن ہو تو نصف، دو ہوں تو دونوں، ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں دو تھائی کی تکمیل  
کے لیے سدس اور علاتی بھائی یا میت کی مونث فرح کی موجودگی میں بطور عصبہ وارث ہو گی۔ میت کی مذکور فرح  
، باپ، حقیقی بھائی یا دو حقیقی بہنوں کی موجودگی میں حق و راثت سے محروم ہو جاتی ہے۔ (۳۳)  
اخیانی بہن کی وراثت:

اخیانی سے مراد وہ بہن ہے جو ماں کی طرف سے ہوا اور باپ کی طرف سے نہ ہو۔ اخیانی بہن بھائیوں کے  
درمیان اسلام نے کوئی فرق نہیں کیا۔ اگر ایک ہو تو چھٹا، زیادہ ہوں تو ایک تھائی حصہ دیا جائے گا اور یہ تمام آپس میں

تلقیم کر لیں گے۔ لیکن یہ اسی وقت وارث بنتے ہیں جب میت کی اولاد یا باپ دادا موجود نہ ہو۔

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَّهَا أَوْ امْرَأً وَلَهُ أَخٌ أَوْ اخْتٌ فَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُّسُ فَإِنْ

كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الْثُلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ ذِيْنٍ (۳۲)

اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تلقیم طلب ہے) بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں، مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اور بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ کے ایک تھائی میں وہ سب شریک ہوں گے، جبکہ وصیت جو کی گئی ہو پوری کر دی جائے، اور قرض جو میت کے ذمہ ہو، ادا کر دیا جائے۔

نانی اور دادی کی وراثت:

عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَثَ جَدَهُ سُدُّسًا (۳۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جدہ کو میراث میں چھٹا حصہ دلایا۔

اسلام میں نانی یا دادی کے لئے چھٹا حصہ مقرر کیا گیا ہے جب میت کی ماں موجود نہ ہو اور باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہو جاتی ہے لیکن نانی وارث بنتی ہے۔ اگر نانی اور دادی دونوں وارث ہوں تو سدس مساوی منقسم ہو گا۔ قریب کی دادی اور نانی بعید کو محروم کر دیتی ہیں۔ (۳۶)

خلاصہ بحث:

اسلامی قانون وراثت اور قدیم قوانین وراثت کے مطالعہ سے اس بات کی تصریح ہو جاتی ہے کہ جس طرح اسلام نے عورت کے حق میراث کا تحفظ کیا ہے کسی قدیم قانون میں وہ تحفظ نظر نہیں آتا، قدیم قوانین میں زیادہ تر عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ قانون روما میں اگرچہ بیٹیاں، بیٹوں کے ساتھ مساوی حق میراث رکھتی تھیں لیکن شادی شدہ ہونے کی صورت میں وہ محروم ہو جاتی تھیں۔ یہوی تو بالکل ورثاء میں شامل نہ تھی۔

ہندو قانون میں عورت مطلقاً وراثت سے محروم تھی اگر اس کو حصہ دیا بھی جاتا ہے تو صرف سامان زندگی اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے دیا جاتا تھا۔

یہودی مذہب میں بھی عورت کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا، یہوی اپنے شوہر اور ماں اپنی اولاد کی جانیداد میں حق وراثت نہ رکھتی تھی۔ بیٹیاں بھی اپنے باپ کی وراثت میں حق دار نہ تھی بعد میں بیٹوں کی عدم موجودگی میں بیٹیوں کو حق وراثت دیا گیا اور ان پر یہ پابندی بھی عائد کر دی گئی کہ وہ اپنے قبیلہ میں شادی کریں تاکہ میراث خاندان میں ہی رہے۔

عیسائیت میں عورت کے حق و راثت کی کوئی صراحة نہیں ہے۔ عربوں میں تو عورت کے حق و راثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ان کے ہاں تو عورت ورثاء کی شرائط پر ہی پورا نہیں اترتی تھی۔ اسلام نے عورت کے حق و راثت کا صریح اور واضح نظام دیا تاکہ اس کو راثت سے محروم نہ کیا جاسکے اور یہ ایسے زریں اصول ہیں کہ کسی بھی قانون و راثت میں نہیں ملتے۔

## حوالہ جات و حواشی

- (۱) المنجدفی اللغة والاعلام، المکتبة الشرقیة، بیروت، ص ۸۹۵
- (۲) اصفهانی، راغب، امام، المفردات فی غریب القرآن، المطبعة الحسينية بمصر، القاهره، ۱/۸۲۳
- (۳) بگوی، شیراحمد، کلید و راثت انجمن خدام دین، شیرا نوالہ دروازہ، لاہور، ص ۱۳
- (4) Encyclopaedia of Britnica ,William Benton Publisher Helen Hemingway Belton Publisher Chicogo/London/toronto/1974, Vol.9, pg:585
- (۵) ذکاء اللہ، ذکائیہ (قانون میراث اسلامیہ، پاکستان)، اشرف پریس، لاہور ۱۹۵۶، ص ۳۹۹
- (۶) ذکائیہ، ص ۵۳۶
- (7) Encyclopaedia of Britnica, V.9 pg:590
- (8) Roby, Henry John, Roman Private Law in the times of Cicero and of the Antonines, Cambridge at the University Press, 1902, vol.1, Pg:221  
جعفر حسین، ہندوستانی سماجیات، انجمن ترقی اردو (ہند)، ص ۷۲
- (9) Sripati Roy, Custom and Customery Law in British India, Published By Auther 35. Wellington Street Calcutta, 1911, Pg:263
- (10) Joliuns Jolly, Hind Law and Custom, Kali Das Nag, For The Greater India Society Calcutta, Pg:181
- (11) Vaidya, K.K, Principles of Hindu Law, Published By auther Bombay 1930, Pg:199
- (12) Principles of Hindu Law, Pg:214
- (13) Principles of Hindu Law, Pg:212

- (١٥) احمد شبل، مقارنة الاديان، مكتبة انجحضة المصرية، ص ٢٨٥
- (١٦) Encyclopaedia Biblica, The Macmillan Company, London Macmillan and Co., LTD 1902, Vol. 3, Pg: 2728
- (١٧) ابوالعینین بران، احکام الترکات والمواریث، دار المعارف، ١٩٦٢، ص ١٦
- (١٨) گنتی ٢٧: ٢-٧
- (١٩) گنتی ٢٧: ٨
- (٢٠) گنتی ٦: ٣٦-٩
- (٢١) Encyclopeadia of Biblica v.3 pg:2729
- (٢٢) Robinwitz, Jacob, The Codes of Mamonides, V2, New Haven Yale University Press, London, 1949, Pg:263
- (٢٣) احکام الترکات والمواریث، ص ١٦
- (٢٤) متی ٥: ١٧-١٨
- (٢٥) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱/ ۲۶
- (٢٦) مودودی، ابوالاعلیٰ سید، مولانا، سیرت سرور عالم، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱/ ۵۹
- (٢٧) النساء، ٢: ١٢
- (٢٨) النساء، ٢: ١١
- (٢٩) النساء، ٢: ١١
- (٣٠) النساء، ٢: ١١
- (٣١) الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الفرائض، باب میراث ائمۃ الانبیاء مع بنت، ح: ٢٧٣٦
- (٣٢) النساء، ٢: ١٧
- (٣٣) النساء، ٢: ١١
- (٣٤) النساء، ٢: ١٢
- (٣٥) ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القرزوئي، سنن ابن ماجه، كتاب الفرائض، باب ميراث الجدة، حدیث نمبر: ٢٧٢٥، دار إحياء الكتب العربية
- (٣٦) سنن الترمذی، أبواب الفرائض، باب ما جاء في ميراث الجدة، ح: ٢١٠١؛ سنن أبي داود، كتاب الفرائض، باب في الجدة، ح: ٢٨٩٣

